نمبر ۳۷ | مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۱ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۲ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کو بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا اور مولوی ظل الرحمن صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ بنگال بیمار ہیں۔ احباب ان کی بحالیٔ صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

قاضی گوہر رحمن صاحب جموئی جو معاملاتِ کشمیر میں مشورہ لینے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ دو تین روز سے بعارضہ انفلوئنزا بیمار ہیں۔ ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے حرج واقع ہو رہا ہے۔ احباب ان کیلئے دعائے صحت فرمائیں۔

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی ضروری امور کی سرانجام دہی کے بعد ۲۱ ستمبر شملہ سے واپس تشریف لے آئے۔

۲۱ ستمبر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی گوئیکی ضلع گجرات تبلیغ کیلئے روانہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک نہایت اہم مضمون

قضیۂ کشمیر کے متعلق چند تلخ و شیریں باتیں

عنوان بالا سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت اہم مضمون اگلے پرچہ میں شائع ہوگا۔ جس کے مطالب سے کشمیر کے ہر ایک مسلمان کا خواہ وہ تعلیم یافتہ ہو۔ یا نا تعلیم یافتہ۔ آگاہ ہونا از حد ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی باتوں کی تشریح کی گئی ہے۔ جن پر مسلمانان کشمیر کی کامیابی کی بنیاد ہے۔ اور جنھیں نظر انداز کر دینے سے گوہر مقصود کا ہاتھ میں آ کر نکل جانا بالکل ممکن ہے۔ پس ریاست کشمیر کے تمام پڑھے لکھے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس مضمون کو ہر قصبہ۔ ہر گاؤں اور ہر آبادی کے مسلمانوں تک پہنچائیں۔ ناخواندہ لوگوں کو جمع کر کے اس کے مطالب سمجھائیں۔ اور ان پر عمل کرنے کی تاکید کریں ۔

اسی طرح اس مضمون کا مطالعہ پنجاب اور دیگر صوبجات کے ان مسلمانوں کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ جو کشمیر کے مسلمانوں کی مظلومیت اور بے کسی کو دور کرنے کے لئے ان کی امداد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ پس ہر درد مند اور ہمدرد مسلمان کے لئے اس مضمون کا مطالعہ ضروری ہے۔ جو اگلے پرچہ میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تبلیغی رپورٹیں

الجماعة الاحمدیة فی البلاد العربیة

تبلیغی دورہ

گذشتہ رپورٹ میں برادرم شیخ صالح اور شیخ محمد مدنی کے تبلیغی سفر پر روانہ ہونے کا میں نے ذکر کیا تھا۔ سات روز میں۔ داموں۔ کابول۔ شعب وغیرہ پانچ دیہات کا دورہ کر کے واپس حیفا آئے۔ ہر جگہ سلسلہ کے متعلق لیکچر دیئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری سنائی۔ بہت سے لوگ ان کی باتوں کو توجہ سے سنتے اور کچھ شور مچاتے اور ان کی مخالفت کرتے۔ بہرحال یہ دورہ اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ان سعید روحوں کو جنہوں نے سلسلہ کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا۔ قبولیت حق کی توفیق عطا فرمائے۔ دیہات کی دینی حالت نہایت ہی ردی ہے۔ داموں ایک بہت بڑا گاؤں ہے۔ ہمارے مبلغ وہاں شام کی نماز کے وقت پہنچے۔ مؤذن نے اذان دی مگر کوئی شخص مسجد میں حاضر نہ ہوا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ امام القریۃ خود تقریباً بارہ سال سے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوتا۔ اکثر گاؤں میں تو مساجد ہی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی کوئی نماز پڑھتا ہے۔

نئے احمدی

ایام زیر رپورٹ میں پانچ کس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے۔

برازیل میں احمدیت

برادرم رشدی آفندی البسطی سکرٹری جماعت احمدیہ حیفا کے بڑے بھائی علی آفندی البسطی برازیل میں مقیم ہیں۔ ایک سال سے وہ سلسلہ میں داخل ہیں۔ وہ اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ میں حتی الوسع تبلیغ میں مشغول ہوں۔ دو مسلمانوں اور ایک مسیحی نے احمدیت قبول کر لی ہے۔ انہیں بیعت کے فارم اور دیگر ضروری ہدایات روانہ کر دی گئی ہیں۔

دلیل المسلمین

شام و لبنان کے مفتیوں نے سید منیر الحصنی اور دوسرے احمدیوں کے خلاف جو فتویٰ تکفیر شائع کیا تھا۔ اس کا مفصل دندان شکن جواب بصورت کتاب ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے جس کا نام دلیل المسلمین فی الرد علی فتاوی المفتین ہے۔ شام کے دو سو وجہاء۔ امراء۔ علماء۔ تجار۔ ملازمین۔ ایڈیٹروں کے نام فرداً فرداً بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا ہے۔ نیز مصر اور حمص وغیرہ میں بھی اس کی کاپیاں روانہ کی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس کے نیک نتائج پیدا کرے۔ آخر میں دعا کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔

(خاکسار۔ جلال الدین شمس احمدی از حیفا فلسطین)

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

ماریشس کے مسلمانوں کی مذہبی حالت نہایت ہی افسوسناک ہے۔ یہاں کے بعض لوگوں کو احمدیت پر ہی اعتراض نہیں۔ بلکہ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اعتراض کرنے سے نہیں جھجکتے۔ تعجب ہے۔ ان کو کوئی مسلمان کافر نہیں کہتا۔ اور نہ ان کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ مگر ایک احمدی کے لئے جو اسلام اور بانیٔ اسلام پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ کر گزرنے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ ایک عرصہ سے میں جماعت میں یہ تحریک کر رہا ہوں۔ کہ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوسرے تعلقداروں کے ہاں جا کر تبلیغ کرو۔ اور مجھے بھی ہمراہ لے جایا کرو۔ اس پر عملی کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ ہمارے نوجوان عبدالواحد نیبول کی کوشش سے ایک شخص معہ بیوی بچوں کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔ ماہ مئی میں سولیاک کی طرف بھی تبلیغی دورہ کا موقعہ ملا۔ فینکس کے چند نوجوان غیر احمدیوں نے قرآن باترجمہ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ میرے آنے جانے کا خرچ وہی ادا کیا کریں گے۔

۲ر جون جب میں مسلم کلب کے نوجوانوں کے پاس گیا۔ تو سکرٹری نے کہا۔ کیا اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے۔ بلکہ کسی اور رنگ میں عبادت کرے۔ تو خدا اس کی عبادت قبول نہیں کریگا۔ ہم تو کہتے ہیں جس رنگ میں بھی کوئی خدا کی عبادت کرے۔ وہ قبول ہوتی ہے۔ میں نے کہا۔ عبادت کے معنے تو اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں۔ خادم کو چاہیئے۔ وہ فرمانبرداری کے لئے اپنے آقا کا حکم اور مرضی معلوم کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو وہ خدا کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے نفس کی کرتا ہے پس انسان اپنے نفس کی پیروی کر کے اپنے آپ کو خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کرنے والا کسطرح کہہ سکتا ہے۔

(خاکسار حافظ جمال احمد از دار السلام روز ہل ماریشس)

حکومت کشمیر عارضی سمجھوتہ کی پابندی سے اکتا گئی

مسلمانان کشمیر کے ایک خاص نمائندہ کی گرفتاری

ملک محمد اسلم خان صاحب نے سرینگر کشمیر سے ۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء کو حسب ذیل تار ارسال کیا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کے سب سے بڑے نمائندہ شیخ محمد عبداللہ صاحب کو آج بعد دوپہر جبکہ وہ اسلامیہ سکول کے لئے چندہ جمع کر رہے تھے گرفتار کر لیا گیا۔ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس انہیں اپنی حراست میں لے گیا۔ شہر میں ہڑتال ہو رہی ہے۔

فلسطین میں پہلی احمدیہ مسجد

کبابیر میں مسجد کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے۔ چھ سات فٹ تک دیواریں اونچی ہو چکی ہیں۔ گنبد کے لئے سیمنٹ کے چار ستونوں کی بنیادیں رکھ دی گئی ہیں۔ اس مسجد کا بنیادی پتھر ۱۶ر ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۳ر اپریل ۱۹۳۱ء کو خاکسار نے جماعت احمدیہ کی موجودگی میں ایک مختصر لیکچر اور لمبی دعاؤں کے بعد رکھا۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مسجد کو باعث نشر ہدایت بنائے۔

امید ہے۔ کہ اکتوبر کے نصف اوّل میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی عمارت مکمل طور پر تیار ہو جائے گی:

(خاکسار:۔ جلال الدین شمس احمدی از حیفا فلسطین)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی جو کچھ عرصہ سے احمدیہ مشن لنڈن سے شائع کیا جا رہا تھا۔ اب پھر قادیان سے شائع ہوا کریگا۔ چنانچہ اگست کا پرچہ با تصویر شائع ہو گیا ہے۔ جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا مضمون رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک غلاموں سے اور آپکی تعلیم غلامی کے متعلق۔ اور مسٹر عبداللہ آر سکاٹ کا مضمون حالات قادیان کے متعلق نہایت اہم ہیں۔ ان کے علاوہ مختصر نوٹ اور سلسلہ کی تبلیغی خبریں بھی درج ہیں۔ انگریزی خوان اصحاب کو رسالہ کی خریداری بڑھانے کی خاص کوشش کرنی چاہیئے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر سیالکوٹ کے جلسہ عام میں

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام اور اُس کا کام

مخالفین کشمیر کمیٹی سے خطاب

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہماری پاک اور مقدس کتاب کی ابتدا ایک ایسے جملہ سے ہوتی ہے۔ کہ ایک دفعہ ہی اُسے دُہرانے سے تمام کُلفت اور تکلیف دُور ہو جاتی ہے۔ کس شان کا یہ فقرہ ہے۔ اور کس قسم کے ہمت بندھانے والے خیالات دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ جب انسان منہ سے کہتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنی سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہی ہیں۔ بندے غلطیاں کرتے ہیں۔ انسانوں سے کمزوریاں سرزد ہوتی ہیں۔ جس ہستی میں

تمام خوبیاں

جمع ہیں۔ وُہ محض ذات باری تعالیٰ ہی ہے۔ جب یہ چیز ہمارے دلوں میں داخل ہو جائے۔ تو اپنے خلاف قصور کرنے والے کو جلد معاف کیا جا سکتا ہے۔ اصل میں غصہ اسی وقت آتا ہے۔ جب

اُمید کے خلاف

کوئی بات سرزد ہو۔ اگر ایک شخص جنگل میں جا رہا ہو۔ اور اُسے یقین ہو۔ کہ مجھے کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ تو اگر اُسے سوکھی ہوئی روٹی اور لسی بھی مل جائے۔ تو وُہ اسے نہایت خوشی سے کھائے گا۔ لیکن ایک اعلیٰ درجہ کے ہوٹل میں جہاں سے اُسے اچھے اچھے کھانے ملنے کی امید ہو۔ ذرا سا نقص۔ نمک کی معمولی سی کمی بیشی کی زیادتی۔ یا پکانے میں کوتاہی اُس کے دل میں رنجش پیدا کر دے گی کیونکہ اُسے وہاں سے اچھے کھانے ملنے کی امید تھی۔

جس کام کے لئے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

قائم ہوئی ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ تیس لاکھ انسان۔ ایک دو۔ تین نہیں۔ تیس لاکھ۔ آج سے نہیں۔ صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اُن کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرائے۔ اگر کسی شخص سے اس کا گدھا یا خچر چھیننے کی کوشش کی جائے۔ تو وُہ کتنا لڑتا ہے جب وُہ اپنے گدھے کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ تو تیس لاکھ انسانوں کو جو

گدھے سے بھی زیادہ غلام

ہیں۔ آزاد کرانا کوئی آسان کام نہیں۔ انہیں اپنی غلامی میں رکھنے کے لئے ان کا مالک اپنی طاقت کے مطابق انتہائی زور لگائے گا۔ اور مالی۔ جانی قربانی اور تدبیر کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریگا۔ کہ اس کے غلام اس کے قبضہ میں رہیں:۔

امریکہ میں بھی ایک وقت میں

غلامی کا زور

تھا۔ جب وہاں اس کی مخالفت کا اعلان کیا گیا۔ تو دو سال تک وہاں ایسی خوفناک خونریزی ہوئی۔ کہ کوئی گھر باقی نہ رہا۔ جس کا کوئی نہ کوئی فرد مارا نہ گیا ہو۔ حتےٰ کہ جب کامیابی ہو گئی۔ تو لوگوں نے کہا۔ اس خوشی میں مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ لیکن پریذیڈنٹ جمہوریہ نے جواب دیا۔ کہ ہمارے لئے خوشی کا کونسا موقعہ ہے۔ جبکہ ہمارے ملک کے

ہر گھر میں ماتم

بپا ہوا ہے۔ پس کشمیر میں جو غلامی ہے۔ اُسے دُور کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ ہم لوگوں میں سے کوئی خواہ سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہو۔ یا حنفی المذہب ہو۔ یا اہلحدیث ہو۔ ہر ایک کے دل میں یہی جذبہ ہوگا۔ کہ

کشمیری مسلمانوں کے مصائب

میں ان کی امداد کی جائے۔ اور جو لوگ اس کمیٹی میں شامل ہوئے ہیں۔ وہ ایک بہت بڑے مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور بڑے مقصد کے لئے قربانی بھی بہت بڑی کرنی پڑتی ہے اگر میں ایک چھڑی کو اٹھانا چاہوں۔ تو معمولی قوت درکار ہوگی لیکن ایک بڑے پتھر کو اٹھانے کے لئے۔ زیادہ قوت درکار ہوگی۔ اور اگر ایک میز اٹھانی چاہوں۔ تو سینہ کے تمام عضلات اکڑ جائیں گے۔ اور اس کے لئے پوری توجہ درکار ہوگی۔ اسی طرح جس مقصد کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایسا نہیں کہ

معمولی سی قربانی

سے اس میں کامیاب ہو جائیں

چار کروڑ سالانہ آمدنی رکھنے والی ریاست

سے ہمارا مقابلہ ہے وہ یقیناً پورا زور لگائے گی۔ کہ ہم کامیاب نہ ہو سکیں۔ اور دوسری تدبیروں کے علاوہ ہم میں تفرقہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کریگی۔ انگریزی کی مثل ہے Divide and rule۔ تفرقہ پیدا کرو اور حکومت کرو یعنی حکومت رعایا میں تفرقہ پیدا کر کے مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور اسے کوئی خوف نہیں رہتا۔ ہمارے ملک میں بھی

ایک قصّہ

مشہور ہے۔ کہ کسی زمیندار کے باغ میں تین شخص داخل ہو گئے۔ اور پھل توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ ان میں سے ایک عام آدمی تھا۔ ایک علم کا مدعی اور ایک سیادت کا دعویدار تھا۔ باغ کے مالک نے سوچا کہ اگر میں ان سے لڑتا ہوں۔ تو یہ تینوں مل کر مجھے کچل ڈالیں گے۔ اس لئے حکمت سے کام لینا چاہیئے۔ چنانچہ وہ پہلے سید اور عالم کے پاس گیا اور کہا۔ حضرت آپ تو ہمارے سردار ہیں۔ ہماری چیز آپ کی اپنی ہے۔ لیکن اس جاہل کا کیا حق تھا۔ کہ ایسا کرتا۔ انہوں نے کہا درست ہے اس نے کہا تو پھر آپ میری مدد کریں۔ کہ اسے سزا دوں۔ پھر دونوں کی مدد سے اس عام آدمی کو اس نے خوب مارا۔ اور ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے سید صاحب سے کہا۔ آپ کا تو حق تھا۔ مگر اس عالم نے ایسا کیوں کیا۔ سید نے پھر اس کی ہاں میں ہاں ملائی تو اس نے کہا۔ آپ اسے سزا دینے میں میری مدد کریں۔ چنانچہ اس کی مدد سے مولوی کو بھی خوب اچھی طرح پیٹ کر درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر سید صاحب اکیلے ہی رہ گئے انہیں بھی اچھی طرح مارا۔ اور درخت سے باندھ دیا۔ تو یہ تدبیر

عام سیاست دان

استعمال کرتے ہیں۔ اور اسی اصل کے ماتحت تفرقہ اندازی

ہم میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور پورا زور لگایا جائے گا۔ کہ کسی طرح مسلمانوں میں لڑائی ہو۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ کشمیر کے سوال میں کوئی

تفرقہ پیدا نہ ہو

لیکن افسوس کہ میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ جس وقت آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا

پہلا اجلاس شملہ میں

منعقد ہوا۔ تو جو ممبر اس وقت موجود تھے۔ اور جن میں ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب اور خواجہ حسن نظامی صاحب اور خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب بھی تھے۔ اس وقت تجویز کی گئی۔ کہ اس کمیٹی کو

آل انڈیا حیثیت

دینی چاہیئے۔ اور صدر کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ اور ممبروں کو کمیٹی میں شامل کریں۔ اس اختیار سے کام لے کر پہلا کام جو میں نے کیا۔ یہ تھا۔ کہ مظہر علی صاحب اظہر اور چوہدری افضل حق صاحب کو خطوط لکھوائے۔ کہ مجھے امید ہے۔ آپ اس میں شامل ہو کر ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ اور نہ صرف خطوط لکھوائے۔ بلکہ ان کے ایک دوست مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی سے کہ جن کے بھائی ان لوگوں کے صدر ہیں۔ اور جو خود کانگرسی خیالات رکھتے ہیں۔ وعدہ لیا۔ کہ وہ ان لوگوں سے مل کر انہیں مجبور کریں۔ کہ اس میں شامل ہو جائیں۔

میرا منشاء

یہ تھا۔ کہ اس کمیٹی میں کانگرس کے موید مسلمانوں کی بھی نمائندگی ہو۔ اور سب جماعتیں مل کر کام کریں۔ احمدیہ جماعت کے متعلق میں نے یہ احتیاط کی۔ کہ سوائے ایک صاحب کے جو لاہور کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور اس جماعت کی بھی نمائندگی ضروری تھی۔ ایک احمدی بھی اس کمیٹی کا ممبر نہیں بنایا۔ تا یہ الزام نہ ہو۔ کہ اپنے آدمی بھر لئے گئے۔ بلکہ ملک کے بہترین اور مشہور لوگوں کو دعوت دی۔ لیکن افسوس کہ باوجود میری اس کوشش کے مظہر علی صاحب اظہر اور چوہدری افضل حق صاحب نے ہماری دعوت کا جواب تک نہیں دیا۔ ہاں ہمیں دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا کہ ان کا جواب یہی تھا کہ ہم ان کے ساتھ مل کر کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس کے بعد

کشمیر ڈے کی تحریک

ہوئی۔ اور لاہور سے مجھے اطلاع ملی۔ کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ چونکہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر

احمدیہ جماعت کا امام ہے۔ اس لئے ہم اس کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ یہ سوال درست تھا یا نہیں۔ مجھے جب یہ بات پہنچی۔ تو میں نے فیصلہ کیا۔ کہ ہمارا مقصد کشمیر کے لوگوں کی حالت کو درست کرنا ہے۔ اور ان جھگڑوں میں پڑنا نہیں۔ اس لئے میں نے

تین خط

لکھے ایک ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کو دوسرا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کو اور تیسرا مولوی غلام رسول صاحب مہر کو۔ کہ اگر

احرار کی مجلس

کا یہی اعتراض ہے کہ میں صدر ہوں۔ تو آپ انہیں تیار کریں۔ کہ وہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبر ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کی کثرت رائے کے ماتحت چلنے کا اقرار کریں۔ اگر وہ اس امر کے لئے تیار ہوں۔ تو میں فوراً مستعفی ہو جاؤں گا۔ بلکہ بعض صاحبان کو تو میں نے یہ بھی لکھا۔ کہ اس صورت میں وہ میرے اس خط کو ہی استعفیٰ سمجھ لیں۔ مجھے ان خطوط کے جو جواب آئے ہیں۔ ان میں سے دو کا تو میں ذکر نہیں کرتا۔ کہ شاید ان کے لکھنے والے مجھ سے ہمارے دوستوں سے ہمیں لڑوایا گیا ہے۔ لیکن

ایک کا جواب

میں بیان کر دیتا ہوں۔ جو خط میں نے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کو لکھا تھا۔ وہ انہوں نے سید محسن شاہ صاحب کو دیا۔ تا ان لوگوں کو دکھائیں۔ جب انہوں نے یہ خط ان کے پیش کیا۔ تو انہوں نے کہا اس کمیٹی کو کس نے نمائندہ بنایا ہے۔ کہ اس کی اتباع کریں۔ ہم تو الگ کام کریں گے۔ حالانکہ یہ اعتراض ان کا درست نہ تھا۔ اس کمیٹی کو

آل مسلم پارٹیز کانفرنس

نے اپنی شاخ قرار دیا ہے۔ اور آل مسلم پارٹیز کانفرنس وہ ہے جس کے ممبر تمام کونسلوں کے منتخب شدہ۔ ممبر اسمبلی کے منتخب شدہ ممبر اور کونسل آف سٹیٹ کے منتخب شدہ ممبر ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں بیس ممبر مسلم لیگ کے بیس جمعیۃ العلماء کے بیس خلافت کمیٹی کے اور تیس ہندوستان کے عام شہرت رکھنے والے لیڈر ہیں۔ سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر یہ مجلس بھی نمائندہ نہیں۔ تو اور کون ہو گی۔ اسمبلی میں

ہر خیال کے لوگ

ہیں۔ پھر سارے کے سارے انتخاب کے ماتحت ممبر بنتے ہیں۔ یوں نہیں۔ کوئی خود بخود ہی لیڈر بن جائے۔ ایک چمار کو بھی اگر کوئی جماعت منتخب کر دے۔ تو وہ اس کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ اسمبلی کے ممبر بھی منتخب شدہ نمائندے ہیں۔ دیہاتی حلقہ کی طرف سے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب لاہور شہری حلقہ کی طرف سے شیخ دین محمد صاحب اور جب

تمام مسلمانوں کے منتخب شدہ نمائندے

جو فیصلہ کریں جو اکثریت کا فیصلہ نہیں کہلا سکتا۔ تو کیا پندرہ لوگوں کی اس کمیٹی کا جو ایک گھر میں بیٹھ کر بنائی گئی ہو۔ اکثریت کا فیصلہ کہلائیگا۔ پس یہ اعتراض قطعی طور پر حقیقت سے دور ہے۔ کہ وہ میری وجہ سے شامل نہیں ہوئے یہ دیکھ کر کہ وہ کسی طرح بھی اس کمیٹی میں شامل نہیں ہوتے۔ نیز بعض اور باتوں سے جو ان سے تعلق رکھنے والوں نے بیان کیں۔ یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔ کہ ان کی

اصل غرض

کچھ اور ہے۔ اور چونکہ عموماً احمدیوں کے خلاف بھڑک اٹھتے ہیں اس لئے نشانہ ہم کو بنالیا ہے۔ لیکن جوش کی باتیں عارضی ہوتی ہیں دنیا میں جو شخص کام کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ آج جو اسے پتھر مارتے ہیں۔ کل کو ضرور وہی اس پر پھول برسائیں گے۔ جون آف آرک ایک

فرانسیسی عورت

تھی۔ جس نے اپنے ملک کو آزاد کرایا تھا۔ اس کو اپنے زمانہ میں اس قدر تکلیف دی گئی۔ کہ خود اس کے اہنائے وطن نے اسے پکڑ کر انگریزوں کے حوالہ کر دیا اور انگریزوں نے اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا۔ کہ آگ میں زندہ ڈال کر اسے جلا دیا جائے۔ لیکن آج وہ ولیہ سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کا کام روحانی نہیں۔ بلکہ جسمانی تھا۔ تو جو لوگ

دوسروں کی خاطر پتھر

کھاتے ہیں۔ ان پر ضرور پھول برستے ہیں۔ یہ جو پتھر آج پھینکے گئے ہیں۔ ان کے کھانے کی ہم میں اہمیت نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ نے اس لئے پھینکوائے ہیں۔ کہ کل کو پھول برسنے لگیں۔ ان سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کشمیر آزاد ہو گیا

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں

مسلمانوں کی ایران سے جنگ ہو رہی تھی۔ کسریٰ نے ان کا ایک وفد بلایا۔ کہ آکر بتائے۔ مسلمان کیا چاہتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کا ایک وفد گیا۔ کسریٰ نے اس سے باتیں کیں۔ اور کہا۔ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو۔ تم وحشی اور جاہل ہو۔ اور نہیں جانتے کہ میں تمہیں پیس ڈالوں گا۔ مسلمانوں کے رئیس وفد نے جواب دیا۔ بے شک ہم لوگ ایسے ہی تھے مگر خدا تعالیٰ نے

ہم میں ایک نبی مبعوث

کیا۔ جس نے ہماری حالت کو بدل دیا۔ باتوں ہی باتوں میں کسریٰ کو طیش آگیا۔ اور اس نے کہا۔ یہ شخص گدھا ہے۔ مٹی کا ایک بورا لاکر اس پر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ بورا لایا گیا۔ دوسرے صحابی منتظر تھے۔ کہ وہ آگے سے ہٹ جائیں گے۔ لیکن وہ نہایت اطمینان سے کھڑے رہے۔ اور

مٹی کا بورا

لاکر ان کے کندھوں پر رکھ دیا گیا۔ اس پر انہوں نے چلا کر کہا۔ کہ کسریٰ نے ایران کی زمین اپنے ہاتھ سے ہمارے سپرد کر دی۔ اور وہ بورا اٹھائے ہوئے دربار سے نکل گئے۔ مشرک چونکہ بزدل ہوتا ہے۔ کسریٰ کانپ اٹھا۔ اور گھبرا کر آدمی بھیجے۔ کہ مٹی ان سے چھین لائیں۔ لیکن وہ صحابی اور ان کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ چکے تھے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں یہ پتھر بھی جن لوگوں نے مارے ہیں۔ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ کشمیر کی طرف

سے مارے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ

ریاست نے علاقہ پر رعایا کو قبضہ دیدیا

ہے۔ سوا اللہ کے فضل سے ہم امید کرتے ہیں۔ وہ مظلوم جو سینکڑوں سال سے ظلم و ستم کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان کی آہیں اور سسکیاں آسمان پر جا پہنچیں اور خدا تعالےٰ نے ظالموں سے

ظلم کی آخری اینٹیں

پھینکوائیں۔ تا اس ملک پر اپنا فضل نازل کرے۔

ہم نے چاہا۔ کہ مہاراجہ اور حکومت کے ادب کو قائم رکھتے ہوئے امن کے ساتھ بغیر اس کے کہ مہاراجہ کی عزت میں فرق آئے۔ نہ صرف مسلمانوں کو۔ بلکہ

کشمیر کی تمام رعایا

کو اس کے حقوق دلائیں۔ مگر اس کے نادان وزراء نے ایسا نہ چاہا۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہم باہر رہیں گے۔ اور اس کے گھر پر جا کر پتھر نہیں پھینکیں گے۔ مگر ریاست نے ہمارے علاقہ میں ہم پر پتھر پھینکوائے۔ اور ابتداء کی۔ اور یہ مسلمہ ہے۔ کہ

البادیٔ اظلم

یہ پتھر کوئی چیز نہیں۔ بعض دوستوں کو زخم آئے ہیں۔ یہ بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ ایک صحابی کی روایت ہے۔ جنگ احد کے دن میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ جو اکیلا تھا۔ اور چاروں طرف سے اس پر حملے ہو رہے تھے۔ پتھر۔ نیزے۔ اور تلواریں برس رہی تھیں۔ پاس پہنچکر جب میں نے دیکھا۔ تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اگر دنیا میں سعادت حق اور روحانیت کے قیام کے لئے

ہمارے آقا سردارؐ

نے اس مقدس وجود نے جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے چُنا۔ جسے اپنے قرب میں بلند ترین جگہ عطاء کی۔ اگر دنیا کو آزاد کرانے کے جرم میں اس آزادی کے بانی حریت کے قائم کرنے والے اور حسن کی مورت پر پتھر پھینکے گئے تو ہم لوگ جو اس کے

خاکِ پا کے برابر

بھی نہیں۔ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جب چاند نظر نہیں آیا۔ تو چاند کا عکس کہاں نظر آسکتا ہے۔

میں بتا رہا تھا۔ کہ یہ

فتنہ پردازی

خواہ کسی کے ہاتھ سے ہوئی ہو۔ اصل محرک اور ہے۔ لیکن

ہمارا قلب وسیع ہے

ہم ان ہاتھوں کو جنہوں نے پتھر برسائے۔ ان زبانوں کو جنہوں نے اس کے لئے تحریک کی اور اس کنجی کو جو اس کا باعث ہوئی۔ معاف کرتے ہیں۔ کیونکہ جس کام کا ہم نے بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ تکلیف جو ہمیں پہنچائی گئی۔ بالکل معمولی ہے۔

جنگ عظیم میں

بلجیم کو غلامی سے بچانے کے لئے جس کی آبادی کشمیر کی طرح تیس لاکھ کے قریب ہے۔ ڈیڑھ کروڑ آدمی مارا گیا۔ پس

کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے

اگر ہم نے چند پتھر کھالئے۔ تو یہ کیا ہے۔ ہم نے شروع سے کوشش کی ہے۔ کہ امن کے ساتھ کام کریں۔ اور آئندہ بھی یہی کوشش کرتے رہیں گے۔

اب میں اس سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ کہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے اسوقت تک کیا کام کیا

ہے۔ پہلا کام اس کا یہ ہے۔ کہ پہلے حکومت برطانیہ پورے طور پر مسلمانوں کے خلاف تھی۔ اور وائسرائے سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے افسر تک کی یہی رائے تھی۔ کہ یہ صرف

چند ایک مسلمانوں کی شرارت

ہے۔ اور میں جس وقت شملہ پہنچا۔ تو فضا مسلمانوں کے سخت خلاف تھی۔ ہم نے ہر افسر سے ملکر اس مسئلہ کے متعلق اس سے بحثیں کیں۔ اور آخر

اکثر کی رائے میں تبدیلی

پیدا ہوگئی۔ حتےٰ کہ حکومت کی طرف سے ریاست پر زور ڈالا گیا۔ اور ریاست نے دبتے ہوئے مسلمانوں سے صلح کی خواہش کی۔ خود میں اسی غرض سے وائسرائے سے ملا۔ گورنر پنجاب سے بھی بوجہ ملحقہ صوبہ کا گورنر ہونے کے گفتگو کی۔ اسی طرح ایک اور ممبر حکومت سے اس بارہ میں تبادلۂ خیال کیا۔ بقیہ لوگوں سے مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے ملتے رہے

اس کے علاوہ اور بھی

بہت سے واقعات

ہیں۔ لیکن سب کا بیان کرنا خلاف مصلحت ہے۔ اور چاہے کسی کی تسلی ہو یا نہ ہو۔ تمام باتوں کو ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ امر ہر ایک جان سکتا ہے۔ کہ ہماری اس کوشش کے نتیجہ میں

حکومت ہند میں

ایسی حرکت پیدا ہوئی جو مسلمانوں کے حق میں مفید تھی۔ پھر

کشمیر ڈے کا اعلان

کیا گیا جسکی غرض یہ تھی۔ کہ شملہ میں جب کانفرنس ہوئی۔ تو بعض اصحاب کی رائے تھی۔ وائسرائے کے پاس ایک وفد لیجایا جائے۔ لیکن بعد غور یہ فیصلہ ہؤا۔ کہ اس وقت وفد لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ یہ دریافت کریں۔ کہ آپ لوگوں کو نمائندگی کا حق کس نے دیا ہے۔ تو ہم کیا جواب دے سکتے ہیں۔ اِس لئے پہلے کشمیر ڈے منایا جانا چاہیئے۔ ہر جگہ سے حکومت کو تار دیئے جائیں۔ کہ کشمیری مسلمانوں سے ہمیں ہمدردی ہے۔ اور ان کی امداد کے لئے کشمیر کمیٹی جو کچھ کر رہی ہے۔ ہم اس سے متفق ہیں۔ جب ہر جگہ سے جلسے ہو کر حکومت کو اطلاعات دی جائیں گی۔ تو پھر ہماری آواز

آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آواز

سمجھی جائے گی۔ گو وقت بہت تھوڑا تھا۔ مگر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی کوشش سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں نہایت شاندار اور کامیاب جلسے ہوئے۔ خود سیالکوٹ کے لوگ گواہ ہیں۔ کہ مقامی کشمیر کمیٹی کی کوشش سے یہاں ایسا کامیاب اور شاندار جلوس اور جلسہ ہؤا۔ کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جسے ہر شخص نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا اس پر

قریباً پچاس ہزار روپیہ

خرچ ہوا۔ یہ کوئی فضول کام نہیں۔ بلکہ نہایت دیرپا اور مفید تحریک تھی۔ جس کے پھل مدتوں تک نکلتے رہیں گے۔ اور اس سے گورنمنٹ کے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی ہے۔ کہ اس تحریک میں سب مسلمان متفق و متحد ہیں۔ اگر اسے تفرقہ کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جاتا۔ تو یقیناً بہت فائدہ ہو سکتا تھا۔ پھر جس وقت تار آئی۔ کہ

سرینگر میں گولی چلی

ہے۔ ہم نے فوراً ایک وکیل وہاں بھیجا۔ جو آج تک وہیں ہے مظلومین کے لئے روپیہ بھجوایا گیا۔ وہاں کی کمیٹی کے کام کے لئے بھی کچھ امداد ارسال کی گئی۔ کشمیر کے علاقہ کی بعض کمیٹیوں کی حالت تو ایسی ہے۔ کہ بعض اوقات تار دینے کے لئے بھی ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ اِس لئے نہیں۔ کہ وہ لوگ قربانی کا مادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اس لئے کہ بائیکاٹ وغیرہ کی وجہ سے بعض جگہ کے لوگ جہاں مسلمان کم ہیں۔ سخت اقتصادی نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اور نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ جس وقت یہ امداد کی گئی ہے۔ اس وقت کشمیر فنڈ میں ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ لیکن ہم برابر انہیں روپیہ بھیجتے رہے۔ اور پانچ صد روپیہ تو پہلے ہی دن بھیجا تھا۔ اس کے علاوہ تین کشمیری نوجوانوں کو بھیجا گیا۔ کہ وہ جا کر دیہات میں بیداری پیدا کریں۔ کیونکہ معلوم ہؤا تھا۔ حکومت کشمیر کو آپریٹیو بنکوں کے کارکنوں کے ذریعہ ناواقف دیہاتیوں سے انگوٹھے لگوا رہی ہے۔ انہیں کہا تو یہ جاتا ہے۔ کہ سب انگوٹھے لگادو۔

تا تمہارے ہاں بنک قائم کر دیا جائے۔ لیکن لکھ یہ لیا جاتا ہے۔ کہ ہم سرکار کے سچے وفادار ہیں۔ اور سرینگر وغیرہ کے شورش کرنے والوں سے متفق نہیں۔ اور ان کی حرکات کو ناپسند کرتے ہیں۔ حالانکہ سارا کشمیر سوائے چند غداروں یا ناواقفوں کے ریاست کے

موجودہ انتظام میں تبدیلی

چاہتا ہے۔ پس اس خوف سے کہ ان بڑھ ہونے سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ انہیں اصل حقیقت بتانا ضروری تھا۔ چنانچہ مجھے شملہ میں

ایک اعلےٰ افسر

نے کہا۔ کہ ہمارے پاس تو وہاں سے اطلاعات آ رہی ہیں۔ کہ لوگ انگوٹھے لگا کر بھجوا رہے ہیں۔ کہ ہم کو ریاست میں پورا امن حاصل ہے۔ پس اس بلا کو روکنے کے لئے ہم نے تین آدمی مقرر کئے۔ جو دیہات میں پھر پھر کر لوگوں کو ہوشیار کریں۔ کہ ریاست کے افسروں کے اس قسم کے دھوکوں میں نہ آئیں۔ پھر

جموں میں

پولیس کے حملہ کے متعلق جب تار آیا۔ تو اسی وقت ہم نے اپنا نمائندہ وہاں بھجوا دیا۔ فوٹو گرافر کو بھیجا گیا۔ تا وہ زخمیوں کے فوٹو لے۔ اور اب ہمارے پاس

ڈوگرا حکومت کے مظالم

کا زبردست ثبوت ہے۔ پہلے جب میں نے وائسرائے کو تار دیا۔ کہ وہاں مسلمانوں پر حملہ کیا گیا ہے۔ تو حکومت ہند نے ریاست کو اس کے متعلق تار دیا۔ اس کے بعد پولیٹیکل سکرٹری نے مجھے بذریعہ تار اطلاع دی۔ کہ

حکومت کشمیر

اس سے انکار کرتی ہے۔ لیکن ہمارے پاس اب فوٹو ہیں۔ اور اس طرح ہم نے حکومت کشمیر کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے کافی مصالحہ جمع کر لیا ہے۔ پھر نہ صرف یہ امداد دی۔ بلکہ

زخمیوں کے علاج کے لئے

ڈاکٹر اور ادویہ وغیرہ بھجوائے۔ پھر جب پتہ لگا۔ کہ لوگ بہت غریب ہیں۔ تو

پسماندگان کو امدادی رقوم

بھجوائیں۔ بعض گھروں کی تو یہ حالت تھی۔ کہ ادھر ان کے آدمی قید ہو گئے۔ اور ادھر ان کے ہاں کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ ہم نے ان کے لئے روپیہ بہم پہنچایا۔ اس وقت تک

مجلس احرار

قائم ہو چکی تھی۔ مگر کیا انھوں نے بھوکوں کا پیٹ بھرا۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ ہاں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ایسا کیا۔ پھر مقدمات شروع ہوتے ہی انہوں نے

قانونی امداد

طلب کی۔ اور ہم نے فوراً وہاں وکیل بھجوا دیا۔ مولوی مظہر علی صاحب اظہر تحقیقات کے لئے سرینگر تو پہنچ گئے۔ مگر جموں میں مقدمات کی پیروی کے لئے نہ پہنچ سکے۔ پھر ہم نے

ولایت میں پروپیگنڈا

کیا ہے۔ اور وہاں کے بعض لارڈز کو اس بات پر آمادہ کیا گیا۔ کہ وزراء اور پارلیمنٹ کے دوسرے ممبروں پر زور دیں۔ کہ اس معاملہ میں مداخلت کی جائے۔ اور ان سب باتوں کا اتنا اثر ہوا ہے۔ کہ انداناً

چھ سو روپیہ ماہوار

تنخواہ پر لنڈن میں ایک ایجنٹ مقرر کیا گیا ہے۔ جو ہمارے پروپیگنڈا کا مقابلہ کرے۔ اور ریاست کے حق میں پروپیگنڈا کے لئے بعض اخبارات کو مائل کرے۔ اگر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی یہ مساعی معمولی ہیں۔ تو کیا ضرورت تھی۔ کہ اس قدر خرچ کیا جاتا۔ پھر ہم نے عرب۔ امریکہ۔ سماٹرا۔ جاوا۔ مصر۔ شام وغیرہ

تمام مشرقی و مغربی ممالک میں

انتظام کیا ہے۔ کہ وہاں کے اخبارات میں حکومت کشمیر کے مظالم کی داستانیں شائع کی جائیں۔

غلامی کو دور کرنے والی لیگوں کو

لکھا گیا ہے۔ کہ انگریزی حکومت کے اندر اس وقت بھی تیس لاکھ انسان بدترین غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

غرضیکہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں۔ جہاں ہم نے اس تحریک کو نہ پہنچایا ہو۔ کیونکہ ہر جگہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے موجود ہے۔ ہاں

ہم نے جو کچھ نہیں کیا

وہ یہ ہے۔ کہ سب کچھ کرنے کے باوجود شور نہیں مچایا۔ کہ ہم یہ کر رہے۔ اور وہ کر رہے ہیں۔

ایک مخلص لیڈر

نے مجھے لکھا۔ کہ آپ اور میں ملک کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ حکومت لازماً ہمیں گرفتار کریگی۔ اور اس سے تمام ملک میں شور مچ جائے گا۔ میں نے انہیں لکھا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ میری اور آپ کی گرفتاری پر شور پڑ جائے گا۔ کیونکہ ہمارے لئے اپنی جان اور مال قربان کرنے والے لاکھوں آدمی موجود ہیں۔ مگر ریاست اتنی بے وقوف نہیں۔ کہ ہمیں گرفتار کرے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گی۔ پس اس فعل میں ہماری کوئی قربانی نہیں ہوگی۔ صرف ایک نمائش ہو جائے گی۔ جس سے فائدہ اٹھانا ہماری شان کے خلاف ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی مجھ سے اتفاق کیا۔

احرار کا ایک ہی کام

بیان کیا جاتا ہے۔ یعنے جتھوں کا بھیجنا۔ لیکن یہ تحریک بھی آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ہی شروع کی ہے۔ اور سب سے پہلے

جتھوں کے متعلق

ہمارے اعلانوں میں ہی ذکر آیا ہے۔ لیکن بعد میں جب میں نے اس پر اچھی طرح غور کیا۔ تو میں اسی نتیجہ پر پہنچا۔ کہ یہ تجویز ریاستی مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہے۔ خود کشمیر کے بعض سرکردہ لوگوں کے جن کے نام ظاہر کرنا مناسب نہ ہوگا۔ خطوط ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ

یہ تحریک ہمارے لئے مضر ہے۔ ہمیں تو صرف یہ ضرورت ہے۔ کہ یہاں کے بیکس لوگوں کے لئے روپیہ بھیجا جائے۔ جو اس مصیبت کے ایام میں

فاقوں کی زندگی

بسر کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ قید ہونے کے لئے تو کشمیر کے بہت آدمی تیار ہیں۔ آخر اپنے گھر کا جو دکھ انہیں ہو سکتا ہے۔ باہر والوں کو تو نہیں ہو سکتا۔ جو مشکل ان کے راستہ میں ہے۔ یہ ہے۔ کہ جب اس قسم کی تحریک شروع ہو۔ تو ہزاروں غریب پس جاتے ہیں۔ ان کی کچھ نہ کچھ امداد حوصلہ افزائی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ پس جس طرح یورپ کے لوگ آرمینیا وغیرہ کے لوگوں کی روپیہ سے امداد کرتے تھے۔ اور انہیں کوئی اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ اسی طرح برطانوی ہند کے لوگوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ریاست کے مظلومین کی مالی امداد کریں۔

جھنوں کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انہیں اول تو انگریزی حکومت ہی روکے گی۔ چنانچہ یہاں کے لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ

احرار کے جتھوں

کے ساتھ انگریزی افسر سیالکوٹ سے جموں گئے تھے۔ تا اگر حکومت جموں اجازت نہ دے۔ تو وہ ان لوگوں کو واپس لے آئیں۔ انٹرنیشنل لاء کے مطابق ہر حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے۔ کہ اگر اسکی رعایا میں سے کوئی لوگ دوسری سرحد پر جاکر شورش پیدا کرنا چاہیں۔ تو وہ انہیں روکے۔ اس لئے پنجاب سے۔ بمبئی۔ کلکتہ مدراس بلکہ برہما میں بھی جتھہ جا سکتا ہے۔ لیکن

انگریزی رعایا کا کوئی جتھا

کشمیر میں نہیں جا سکتا۔ پس جتھے بھیجنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ حکومت انگریزی انہیں روکے گی۔ اور طبائع میں جوش ہونے کی وجہ سے لڑائی کا رخ انگریزوں کی طرف ہو جائیگا۔ وہاں ڈوگرہ حکومت ریاست کے مسلمانوں کو کچلتی رہے گی۔ اور یہاں انگریزوں سے مسلمان پٹ رہے ہونگے۔ پس جتھے بھیجنا

ریاست کے مسلمانوں سے دشمنی

کے مترادف ہے۔ خیر خواہی ہرگز نہیں۔ جو اشخاص یہ جانتے ہوئے کہ ہمیں پکڑا نہیں جائیگا۔ وہاں جاتے ہیں۔ وہ محض نمائش کرتے ہیں۔ اور جسے اس کا شوق ہو۔ بیشک کرے۔ ہم تو

ٹھوس کام

کرنا چاہتے ہیں۔ شروع میں لوگ بے شک ہنگامہ خیزی سے متاثر ہو جائیں۔ مگر آخر ایک نہ ایک دن دنیا یہ محسوس کر ہی لیتی ہے۔ کہ

کام کون کر رہا ہے؟

اور در اصل ٹھوس کام کر ہی وہ سکتا ہے۔ جس کے اندر صبر و استقلال کے ساتھ حوادث کا مقابلہ کرنے کی سپرٹ ہو۔ ابھی دیکھ لو۔ ہمیں تو یہ لوگ

بزدل اور ٹوڈی

کہتے ہیں۔ اور خود بڑے حریت پسند۔ آزادی کے شیدا اور مجاہد ہونے کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن ہم تو ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک پتھروں کی شدید بارش کے باوجود یہاں ڈٹے رہے ہیں۔ لیکن یہ صرف ایک دھمکی سنکر ہی بھاگ گئے ہیں۔ حق کو اختیار کرنے سے ہی صبر و استقلال اور دلیری و جرأت پیدا ہوتی ہے۔ جسوقت انسان اپنی نیت بدل لے۔ اسی وقت اسکی روحانی حالت میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر یہ لوگ بھی آج فیصلہ کریں۔ کہ نمائش ہنگامہ آرائی اور ذاتی اغراض و مقاصد کو چھوڑ کر

حق کی حمایت کرینگے

خواہ نتیجہ کچھ ہو۔ تو ان کے اندر بھی دلیری اور بہادری پیدا ہو سکتی ہے۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ فرض کرو۔ میں نے جو کچھ اس وقت تک بیان کیا۔ وہ کسی کی نظر میں سب فضول ہے۔ تو بھی کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ جو چیز اس کی نظر میں لغو ہے۔ وہ دوسروں کو بھی لغو سمجھنے پر مجبور کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ھل شققت قلبہ۔ یعنی کیا تو نے اس کا

دل چیر کر

دیکھ لیا ہے۔ فرض کرلو۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی چند ایک جو ڈیوں کا مجموعہ ہے۔ گو اس میں مولانا حسرت موہانی۔ مولانا شفیع داؤدی جیسے مسلم رہنما مشیر حسین صاحب قدوائی جیسے

کانگرسی لیڈر

بھی شامل ہیں۔ اور ہندوستان کے اندر سب لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ کہ مولانا حسرت موہانی بزدلوں میں نہیں بلکہ قید و بند کے شوق میں کانگرس کے لیڈروں سے بھی دس قدم آگے ہی رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کانگرس کے دشمن بھی اس وجہ سے ہیں۔ کہ وہ کامل آزادی کی خواہاں نہیں۔ اگر تو ٹوڈی کی یہی علامت ہے۔ کہ جو شخص چاہے کسی کو ٹوڈی کہ دے۔ تب تو الگ بات ہے۔ لیکن اگر اصول کو بھی کوئی عزت حاصل ہے اور اگر ٹوڈی لفظ کے بھی کوئی معنی ہیں۔ (اگرچہ مجھے آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس لفظ کے کیا معنی ہیں) اور پھر عقل بھی دنیا میں کوئی چیز ہے تو اس کمیٹی میں ایسے ایسے ممبر ہیں۔ جو

تحریک حریت کے زبردست رہنما

تسلیم کئے گئے ہیں۔ اور جو مدتوں جیل خانوں میں رہ چکے ہیں چنانچہ مولوی محمد اسماعیل صاحب غزنوی۔ مولوی غلام رسول صاحب مہر اور دیگر کئی ممبر اس کے ایسے ہیں جو جیل خانوں میں ہو آئے ہیں۔ لیکن احرار کہ رہے ہیں کہ ابھی تک ان کی ٹوڈیت نہیں گئی۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے

جاپان کے ایک سیاست دان

نے لکھا تھا۔ کہ یورپ کے لوگ ہمیں غیر مہذب کہتے تھے۔ ہم نے خیال کیا۔ شاید تہذیب تعلیم حاصل کرنے سے آتی ہے۔ اس لئے ہم نے مدرسے جاری کئے مگر پھر بھی غیر مہذب ہی کہلاتے رہے پھر خیال کیا۔ شاید انڈسٹری کی ترقی سے تہذیب حاصل ہو سکیگی اس لئے اسے فروغ دینے کی پوری کوشش کی مگر پھر بھی ہمیں مہذب نہ سمجھا گیا۔ پھر ہم نے سوچا شاید یورپین ممالک میں تعلیم حاصل کرنیکا نام تہذیب ہے اور ہم نے کثرت سے نوجوان دوسرے ممالک میں اس غرض کیلئے بھیجے۔ مگر پھر بھی اہل یورپ ہمیں غیر مہذب ہی سمجھتے رہے۔ پھر ہم نے فوجوں کی درستی کی جہاز بنائے۔ مگر سب چیزیں اکارت گئیں۔ اور ہم بدستور غیر مہذب سمجھے جاتے رہے۔ حتیٰ کہ

منچوریا کے ہر نیغ کر دیا۔ اور جب

ہم نے ایک لاکھ سفید چمڑے ... کہ۔ ہاں تب پھر اہل مغرب ہمیں مہذب سمجھنے لگے ... کوئی بھی تعریف بھی مہذب کی تعریف متعلق عبارات ... ایسے لوگوں کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ... جیل خانوں میں رہ چکے ٹوڈی کہتے ہیں۔ جو الجھ گیا۔ اور بات ہے۔ لیکن دلائل ... گیا۔ لیکن بات یہ ہے

اور حقائق سے ... صاحب جیسے

میں ...

... دیوبندی

... صاحب میر سیالکوٹی اور مولوی محمد اسمعیل

اور مولوی ... صاحب ...

اہل حدیث

پیروں میں سے

... نظامی صاحب اور مولانا ابو المحمید ظفر صاحب جیسے

سیاست دانوں میں سے

... حسرت موہانی۔ مولانا شفیع داؤدی ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب

کانگرسیوں میں سے

... علی صاحب اور شیر حسین صاحب قدوائی

تعلیم جدید کے ماہرین میں سے

... ضیاء الدین صاحب جیسے اور

فلسفیوں اور شاعروں

میں سر محمد اقبال صاحب جیسے

کشمیر کے مسلمانوں کے دیرینہ خادم مولوی

میر سید محسن شاہ صاحب جیسے لوگ شامل ہیں۔ آخر سوچنا چاہیئے

یہ کیا ہوا چلی

کہ ملک لیڈر۔ علوم دینیہ کے ماہر۔ آزادی و حریت کے دلدادہ فلسفہ میں کمال رکھنے والے سب کے سب نے مل کر یکدم فیصلہ کر لیا او ایسا دھوکا کریں۔ کہ سب دنیا احمدی ہو جائے۔ پیر ... پاس ...

کونسا جادو تھا

کہ ان سب کو میں نے اس سازش میں شامل کر لیا۔ مولوی میر ک شاہ صاحب اور خواجہ حسن نظامی صاحب بھی میرے ساتھ اس میں شامل ہو گئے۔ پھر ابو بکر صاحب کو بنگال میں مذہبی لحاظ سے جو پوزیشن حاصل ہے۔ وہ پنجاب میں ایک شخص کو بھی نہیں بیس تیس لاکھ کے درمیان ان کے مرید ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے بیٹے کو اس سازش میں شریک کر دیا۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کے

جادو کر دیا ہے۔ تو کیا میں ایسا جادو

پریس ہنٹ کے عوام

کر سکتے ہے افسوس سے بچ جانے کی امید کسطرح

پچھلا دو دن گٹ میں سیالکوٹ کی گلی گلی میں احمد

تی ہے۔ کہ اس کے

ٹڈروں پر

میرا جادو چل گیا۔ و

محفوظ رہ سکتے ہیں۔ مگر یہ ر سکتی ہے۔ کہ اس کے عوام

ہے۔ جو ایسا کہتے ہیں۔ خود ان لوگوں کی اپنی ہتک

یہ بات بالکل غلط ہے

احمدیت کا ذرا بھی اثر نظر آتا۔ تو ا کو اس تحریک میں

ساتھ اس طرح شامل ہو جاتے۔ اگئی تھی۔ کہ میرے

یہی لوگ مخالفت کرتے۔ جو اس وقت میر وقعہ ہوتا۔ تو تینیا

اہم ہے۔ بلکہ وہم بھی نہیں۔ ب۔ سود مقصن

ہنگامی جوش کیوجہ سے جنون

کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ جس کے باعث خلاف حقیق

ان لوگوں کی طرف سے کہی جا رہی ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ موجود الوقت سب لوگ دپر

زور دیا۔ کہ میں اس

کمیٹی کی صدارت

منظور کر لوں۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ انہوں نے کہا۔

یہ کمیٹی نئی قائم ہوئی ہے۔ اور اس کی اساس کو قائم رکھنے میں ہی

ہمارے کئی ماہ صرف ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کی جا عظم

ہے۔ اور آپ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی کام شروع کر دیں۔

میں نے اس سے انکار کیا۔ لیکن

بعض دوستوں کی طرف سے

اصرار ہوا۔ بلکہ بعض نے تو کہا۔ کہ آپ ڈکٹیٹر بننا منظور کر لیں۔ لیکن

میں نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا۔ اگر بننا ہی ہوا۔ تو پریذیڈنٹ

بنوں گا۔ ڈکٹیٹر نہیں بننا چاہتا۔ اس پر مجھے یہ کہہ کر مجبور کیا

گیا۔ کہ

قوم کی خدمت

سے آپ انکار نہ کریں۔ اور کوئی بے وقوف ہی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان

تمام لیڈروں نے یہ سازش کی۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ میں

غیر احمدیوں کو اس طرح احمدی بنا سکوں گا۔ اور میرے ساتھ

شامل ہو گئے۔ در اصل یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ سارے عقل ہمارے

ہی اندر ہے۔ باقی سب لوگ پاگل ہیں۔ مجھے یہ لوگ

اسلام کا دشمن

سمجھتے ہیں۔ لیکن اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر میرے ذریعہ سے اسلام

کی تائید ہو جائے۔ تو ان کا کیا حرج ہے۔ اور یہ خوشی کا مقام ہے

یا رنج کا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ

کبھی خدا تعالیٰ اسلام کی ایک فاسق شخص کے ذریعہ سے مدد کرتا ہے

پس یہ باوجود مذہبی مخالفت کے اگر یہی کچھ سمجھ لیتے۔ کہ خدا تعالیٰ ایک

دشمن سے کام لے رہا ہے۔ تو ان کا کوئی حرج نہ تھا۔ آخر یہ لوگ

گاندھی جیسے کافر کی اتباع

بھی تو کر ہی رہے ہیں۔ حالانکہ اس کے عقائد اسلام کے سخت خلاف

ہیں۔ اس کی لائف پڑھ کر دیکھو۔ کس طرح شروع سے آخر تک

اسلام کی ہتک

کی گئی ہے... ہندو دھرم ... جو اسلام کے مقابل میں ہیں۔ ان

میں خاص طور پر اس نے ہندو دھرم کی فضیلت ظاہر کرنے کی کوشش

کی ہے۔ اس کے اندر تو انہیں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ لیکن ہمارے

اندر جن کا عقیدہ ہے۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

عیوب کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا

عقائد کا اختلاف

سہی۔ اور پچاس نہیں بچاس ہزار امور میں اختلاف سہی۔ ہر ایک کا

حق ہے۔ کہ دوسرے کے عقائد کو غلط سمجھے۔ لیکن اگر میں یہ سمجھتا

ہوں۔ کہ حنفی غلطی پر ہیں۔ تو یہ میرا حق نہیں۔ کہ کہہ دوں۔ یہ خدا تعالیٰ

کے بھی منکر ہیں۔ یہ

بدترین قسم کی بد دیانتی

ہے۔ انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے۔

Give the devil his due

یعنے شیطان کو بھی اس کا حق ملنا چاہیئے۔ جب ہمارا دعویٰ ہے

کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں۔ تو خواہ ہمیں غلطی

پر سمجھا جائے۔ لیکن اتنا تو ماننا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں۔ اور ہماری طرف غلط باتیں تو منسوب

نہیں کرنی چاہئیں۔

مولوی میرک شاہ صاحب جانتے ہیں۔ کہ

کشمیر میں احمدیوں کی تعداد

سو میں سے ایک بھی نہیں۔ لیکن یہاں تک مشہور کیا گیا ہے۔

میں وہاں کی بادشاہت حاصل کرنی چاہتا ہوں۔ بلکہ تاج

بھی تیار کیا جا چکا ہے۔ لیکن اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جو رعایا راجہ

کو نکالیگی۔ وہ ہمیں کس طرح بادشاہ بنالے گی۔ یہ تو ممکن ہے

کہ مولانا انور شاہ صاحب یا میر واعظ شاہ صاحب یا مولوی میرک

شاہ صاحب کو بنالے لیکن ہم میں سے کسی کے بننے کی کیا

صورت ہو سکتی ہے۔ یہ سب جوش پیدا کرنیوالی خلاف عقل باتیں ہیں

کشمیر ایجی ٹیشن

ایک سیاسی کام ہے۔ مسلمان یا غیر مسلمان کا سوال نہیں جب

انسان ایک گدھے کو مارتا ہے۔ اور ہمیں درد محسوس ہوتا ہے۔ تو

کیا وجہ ہے۔ اپنے جیسے انسان کو بدترین مصیبت میں دیکھ کر کچھ

احساس نہ ہو۔ میں نے وہاں خود دیکھا ہے۔ کہ مسلمان زمیندار کو ایک بنیا

پیٹتا جاتا ہے۔ اور وہ آگے سے ہاتھ جوڑتا ہے۔ میں چھوٹا تھا۔ کہ ہم

سرینگر جاتے ہوئے

ایک گاؤں میں سے گزرے۔ اس وقت موٹریں نہ تھیں۔ تانگوں پر

جاتے تھے۔ گاؤں والوں سے ہم نے مرغ مانگا۔ مگر انہوں نے

صاف انکار کر دیا۔ اور کہا۔ اس گاؤں میں تو وبا پڑی تھی۔ اور سب مرغ

مر گئے۔ میرے چھوٹے بھائی بھی میرے ساتھ تھے۔ جن کی عمر اس

وقت تیرہ سال کی تھی۔ وہ ایک گھر میں گھس گئے۔ اور واپس آکر کہا۔

اس میں چالیس سے زیادہ مرغ ہیں۔ میں نے سمجھا۔ بچہ ہے۔ غلطی

لگی ہوگی۔ لیکن پاس ہی صحن تھا۔ میں نے جو ادھر نظر کی۔ تو واقعی

صحن مرغوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے جب گھر والے سے پوچھا۔ تو

اس نے کہا۔ یہ تو ہم نے نسل کشی کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ اتنے

میں ایک اور ساتھی نے آکر کہا۔ قریباً سب گھروں میں کثرت سے مرغ

موجود ہیں۔ آخر گاؤں والوں نے بتایا۔ کہ بات یہ ہے۔

سرکاری آدمی

آتے ہیں۔ اور بغیر پیسہ دیئے ہمارے گھر اجاڑ کر چلے جاتے ہیں۔

اس لئے ہم سفید پوش کو سرکاری آدمی سمجھ کر انکار کر دیتے ہیں۔ ایک

دفعہ میں پہلگام گیا۔ ریاست کا اس وقت قانون تھا کہ بوجھ اٹھانے

کے لئے اگر آدمی کی ضرورت ہو۔ تو تحصیلدار کو چٹھی لکھی جائے۔

چنانچہ میں نے بھی چٹھی لکھی۔ مزدور آگئے۔ اور بوجھ اٹھا کر چل

پڑے۔ تھوڑی دور جا کر میں نے دیکھا۔ کہ ان میں سے ایک آدمی

بھر رہا اور کراہ رہا ہے ہیچ و تاب کھاتا تھا۔

کشمیری مزدور

بوجھ بہت اٹھاتے ہیں۔ اس لئے اس کے کراہنے پر مجھے حیرت

ہوئی۔ اور کہا۔ تم لوگ تو بوجھ اٹھانے میں بہت مشاق ہو۔ پھر اس

طرح کیوں کراہ رہے ہو۔ اس نے کہا مشاق وہی ہوتے ہیں۔ جن کا

یہ پیشہ ہو۔ میں تو برات کے ساتھ جا رہا تھا۔ کہ پکڑ کر یہاں بھیج

دیا گیا۔ وہ

ایک معزز زمیندار

تھا۔ جس نے کبھی یہ کام نہ کیا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ میں ٹرنک۔ خود

تو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پہلے گاؤں میں ہی چل کر خواہ

مجھے کتنی رقم خرچ کرنی پڑے۔ میں وہاں سے مزدور لے کر تمہیں

چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

اس سے بھی

زیادہ عجیب واقعہ

مجھے ایک افسر نے جو پونچھ میں وزارت کے عہدہ پر فائز رہا ہے بتایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے مزدوروں کی ضرورت تھی۔ میں نے حاکم مجاز کو اس کے متعلق خط لکھا اس نے کچھ مزدور بھیجے جن کے متعلق مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک بھی مزدور نہ تھا۔ بلکہ

سب کے سب براتی

تھے۔ جن میں دولہا بھی شامل تھا۔ ذرا غور کرو۔ یہ کس قدر دردناک واقعہ ہے۔ ان لوگوں کے لئے کھانے پکے ہوئے ہوں گے۔ اور لڑکی والے ان کی راہ دیکھ رہے ہوں گے۔ دولہن دولہا کا انتظار کر رہی ہو گی۔ اس واقعہ سے میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ذرا اسے اپنے اوپر قیاس کر کے دیکھو۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ کشمیری مسلمانوں پر ایسی ایسی

آفتیں اور مصائب

نازل ہو رہی ہوں۔ اور یہاں یہ جھگڑے پیدا کئے جائیں حالانکہ چاہیئے تھا کہ

متحدہ کوشش

سے ان کی تکلیف کو دور کیا جاتا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں شدید اختلاف تھا۔ جس سے جرأت پا کر روم کے بادشاہ نے اسلامی سلطنت پر حملہ کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا۔ اگر تم نے ایسا کیا۔ تو سب سے پہلا جرنیل جو علیؓ کی طرف سے تمہارے مقابل پر آئیگا۔ وہ معاویہؓ ہو گا تو جہاں درد ہوتا ہے۔ وہاں انسان شخصیتوں کا خیال کئے بغیر قربانی کے لئے تیار رہتا ہے

ایک قصہ

مشہور ہے۔ کہ ایک خاوند کی دو عورتیں تھیں۔ وہ باہر گیا ہوا تھا۔ پیچھے دونوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ مگر ایک کا لڑکا مر گیا۔ اس نے خیال کیا۔ اب میری سوکن کی وقعت خاوند کی نظر میں بڑھ جائے گی۔ اس لئے اس نے دوسری کے بچہ کو اپنا کہنا شروع کر دیا۔ اور یہ جھگڑا اس قدر طول پکڑ گیا۔ کہ

حضرت داؤدؑ کے پاس مقدمہ

گیا۔ وہ حیران تھے۔ کہ اس کا کیا فیصلہ کریں۔ حضرت سلیمان ان دنوں میں نوجوان تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا فیصلہ میں کرتا ہوں۔ اور کہا۔ کہ ایک تلوار لاؤ۔ تاکہ اس بچہ کو آدھا آدھا کر کے دونوں میں بانٹ دیا جائے۔ جس کا بچہ نہیں تھا۔ اس نے تو کہا۔ بے شک ایسا کر دیں۔ لیکن جس کا تھا۔ وہ کہنے لگی۔ آپ ایسا نہ کریں۔ یہ بچہ اس دوسری عورت کا ہے اس لئے اسے ہی دیدیا جائے۔ غرض جب

حقیقی خیر خواہی

دل میں ہو۔ انسان ان باتوں کو نہیں دیکھا کرتا۔ بلکہ کام کو دیکھتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ ان تفرقوں کو بھلا دیا جاتا۔ اگر کبھی مذہبی مخالفت کا موقع آیا۔ اور کشمیریوں کے لئے ہماری وجہ سے

مذہبی خطرہ

پیدا ہو گیا۔ تو یاد رکھو۔ وہی لوگ اس کی مخالفت کے لئے اٹھیں گے۔ جو آج میرے ساتھ ہیں۔ کیونکہ یہی اس کے اہل ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی زندگیاں علمی تحقیقاتوں میں صرف کی ہیں۔ اور یہ اپنے اپنے سلسلوں کے لیڈر ہیں میں

احرار والوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی یہاں بیٹھا ہو۔ تو جا کر اپنے دوستوں کو سنا دے۔ میں ان تبروں کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اس وجہ سے ان پر کوئی غصہ نہیں۔ انہیں چاہیئے کشمیر کے مظلوم بھائیوں کی خاطر اب بھی ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ وہ آئیں۔ میں

صدارت چھوڑنے کے لئے تیار

ہوں۔ لیکن وہ عہد کریں۔ کہ مسلمانوں کی اکثریت کے فیصلہ کی اتباع کریں گے۔ ان کے اخلاق آج ہم نے دیکھ لئے ہیں وہ آئیں۔ اور ہمارے اخلاق بھی دیکھیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ صدارت چھوڑ دینے کے بعد بھی میں اور میری جماعت ان کے ساتھیوں سے بھی زیادہ ان کا ہاتھ بٹائیں گے۔ صدارت میرے لئے عزت کی چیز نہیں۔ عزت خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔

سیّد القوم خادمھم

اگر کام نہ کیا جائے۔ تو صرف صدر بننے سے کیا عزت ہو سکتی ہے۔ وہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی مجنون کہے۔ میں بادشاہ ہوں۔ بغیر خدمت کے اعزاز حاصل نہیں ہو سکتا۔ میرے ذمہ تو پہلے ہی بہت کام ہے۔ اتنی

عظیم الشان جماعت کا

میں امام ہوں۔ اور اس قدر کام کرنا پڑتا ہے۔ کہ بارہ ایک بجے سے پہلے شاید ہی کبھی سونا نصیب ہوتا ہو۔ میں نے تو یہ بوجھ صرف اس لئے اٹھایا ہے۔ کہ کشمیری مسلمانوں کی آئندہ نسلیں دعائیں دیں گی۔ اور کہیں گی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا بھلا کرے۔ جن کی کوشش سے آج ہم آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے لئے بھی موقع ہے۔ کہ کشمیریوں سے دعائیں لیں۔ ان کی دعائیں

عرش الہٰی

کو ہلا دیں گی۔ وہ کہینگے الہٰی جن لوگوں نے ہمیں آزاد کرایا ہے۔ تو بھی ان کو آزاد کر دے۔

دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا کو آزادی دلائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کروڑوں انسان آپ کے نام پر اپنا سب کچھ نثار کر دینے پر آمادہ ہیں۔ وہی مغل جنہوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے بغداد کو تباہ کیا۔ آخر آکر آپ کے قدموں پر گر گئے۔ اور آپ کی محنت ایسی بابرکت ثابت ہوئی۔ کہ آج ساڑھے تیرہ سو سال گذرنے پر بھی آپ کا نام بلند ہو رہا ہے۔ یہ خدمت کا نتیجہ ہے۔

دنیا کی چند روزہ عزت

کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ آخر ایک دن خدا کے سامنے جانا ہے۔ اور وہاں کوئی چالاکی اور ہوشیاری کام نہ آسکے گی۔ اگر کسی شخص نے دیانتداری سے کام کیا ہے۔ تو خواہ وہ مجرم بھی ہو۔ خدا تعالیٰ ضرور اس پر رحم کرے گا۔ لیکن جس نے دیانتداری سے کام نہیں کیا۔ اس کا کام خواہ اچھا ہی ہو۔ خدا تعالیٰ یہی کہے گا۔ کہ تیری نیت نیک نہ تھی۔

آخر میں سب حاضرین سے اور ان سب سے جن تک میرا یہ پیغام پہنچے کہتا ہوں کہ

اٹھو اپنے بھائیوں کی امداد کرو

اپنے کام بھی کرتے رہو۔ مگر کچھ نہ کچھ یاد ان مظلوموں کی بھی دل میں رکھو۔ جہاں اپنے خانگی معاملات اور ذاتی تکالیف کے لئے تمہارے دلوں میں ٹیسیں اٹھتی ہیں۔ وہاں ایک ٹیس ان مظلوموں کے لئے بھی پیدا کرو۔ اور ان

آنسوؤں کی جھڑیوں میں سے

جو اپنے پیاروں یا متعلقین کے لئے برساتے ہو۔ اگر نہیں تو ایک آنسو ان ستم رسیدہ بھائیوں کے لئے بھی ٹپکا دو۔ مجھے یقین ہے۔ کہ تمہاری آنکھوں سے ٹپکا ہوا ایک ایک آنسو جس کی محرک سچی ہمدردی ہو گی۔ ایک ایسا دریا بن جائیگا۔ جو ان غریبوں کی تمام مصائب کو خس و خاشاک کی مانند بہا کر لے جائیگا۔ اور اس ملک کو آزاد کر دے گا۔

خواتین جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ کا چندہ

مسجد احمدیہ لنڈن کی مرمت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تحریک فرمائی ہے۔ اس میں حصہ لینے کے لئے جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ کی خواتین نے ایک جلسہ کیا۔ جس میں پچاس روپیہ کے قریب چندہ جمع ہوا۔ بعض خواتین نے اپنے زیورات دئے۔ خاکسار۔ امۃ القیوم سکرٹری

مراسلات

کانگرسی نوں مسلمانِ کشمیر کی بیزاری

مسلمانان کشمیر کے حالات کچھ سدھر جاتے۔ مگر بدقسمتی سے کوئی نہ کوئی واقعہ پیش آتا رہتا ہے۔ مجھے تو افسوس اسبات کا ہے۔ کہ جو بے زبان رعایا ریاستوں میں حیوانات سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے۔ اس کے متعلق وہ لوگ جو سوراج کے حامی ہیں۔ اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے ہیں وہ کیوں کشمیر کے موجودہ معاملات میں کانگرسی رنگ میں رہ کر لاکھوں مسلمانان کشمیر کی تباہی کا موجب ہو رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس اپیل کو جو کہ دراصل جملہ مسلمانان کشمیر کی جانب سے ہے۔ تمام مسلمانان ہندوستان کی خدمت میں بذریعہ اخبار الفضل شائع فرمائیں۔ کہ بیکس مسلمانانِ کشمیر جو کہ بالاتمرار مظالم کا شکار ہو رہے ہیں۔ انہیں کانگرس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ کانگرسی لیڈروں کی ترجمانی کی انہیں ضرورت ہے۔ جب انڈیا کی جملہ ریاستوں پر برطانوی اقتدار و کنٹرول ہونے کے باوجود بھی رعایا بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کی جا رہی ہے تو جب ہندوستان میں ہندو راج قائم ہو جائیگا۔ اس وقت مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی۔

غرض مسلمانان کشمیر کو کانگرسی لیڈران کی راہبری اور راہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کانگرس کے دلدادگان کے متعلق سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

العارض خادم الاسلام مفتی ضیاء الدین ضیاء آف پونچھ

ریاست کشمیر کے ایک ذیلدار کی قوم فروشی

حال میں بلہ کاک صاحب در وزیر وزارت شمالی و تحصیلدار بڈگام راست کی نیند اور دن کا آرام اپنے اوپر حرام کر کے چاروں طرف اس لئے پھرتے رہے۔ کہ مصنوعی شاہدوں کو کھڑا کر کے مسلمانوں کو اس شورش میں مورد الزام بنائیں۔ اور خود سرکار سے مزید رتبہ اور نام حاصل کریں۔ لیکن جب کسی کے دروازہ پر وہ یہ غرض لے کر گئے۔ مایوس ہو کر واپس آئے۔ غریب سے غریب مسلمان نے بھی ان کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ جب آخر ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔ تو انہوں نے معطل شدہ ملازموں ذیلداروں اور نمبرداروں کو یہ لالچ دے کر کہ وہ بحال کر دیئے جائیں گے۔ جھوٹی شہادت دینے پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن اس میں بھی وہ حسب منشا کامیاب نہ ہوئے۔ صرف دو تین اشخاص جو پہلے سے ہی ایسے موقعہ کی تاک میں تھے۔ ان کے ہاتھ آئے ان میں سے ایک کے کسی قدر حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ باقیوں کے پھر بیان کئے جائیں گے۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کہاں تک ریاست ایسے شاہدوں کی شہادت سے اپنی پوزیشن مستحکم کر سکتی ہے۔

عزیزتیوں ساکن ناگام جو پہلے ذیلدار تھا۔ اسے گورنر صاحب نے بعلت بقایا سرکاری معزول کر دیا تھا۔ یہ شخص بارہا سزایاب ہو چکا ہے۔ سرقہ کے مقدمہ میں ایک دفعہ سزایاب ہو کر ۹ ماہ قید بھی بھگت چکا ہے۔ مقروض حد درجہ کا ہے۔ پنجاب نیشنل بنک کا قرضہ ڈگری شدہ عدالت ۲-۱۵-۱۱۲۲۵ اس کے ذمہ واجب الادا ہے۔ مندرجہ بالا الزامات کی تصدیق مثل ہائے شکایات پولیس بخلاف عزیزتیو مشتارہ محکمہ گورنری سے ہو سکتی ہے۔

معزول ہونے پر اس کی تمام اراضی نیلام ہو کر ایک شخص مسمی رمضان ڈار سکنہ ناگام لوبی و ہندہ کے نام زیر منظوری مشیر مال صاحب بہادر منتقل ہو چکی ہے۔ ملاحظہ ہو مثل اولڈ شمالی سرکار بنام عزیزتیو تحصیل سری پرتاب سنگھ پورہ وزیر صاحبان اور تحصیلدار صاحبان وقت نے مثل اولڈ شمالی اور مثل مذکورہ بالا میں اس شخص کی نسبت یہ نوٹ کیا ہے۔ کہ یہ شخص بقایا داخل ہونے پر بھی کسی صورت میں اصولاً بحال نہیں ہو سکتا۔

قوانین ذیلداران اعلان نمبر ۲۹ منظور فرمودہ سری سرکار والا مدار میں تحت قاعدہ نمبر ۳ صاف لکھا ہے۔ کہ کوئی بدچلن سزایافتہ یا جسکی ملکیت قرق ہو گئی ہو۔ ہرگز ذیلدار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اسکی کوئی دستعت سرکار میں رہ سکتی ہے۔

مذکورہ بالا حالات کے ہوتے ہوئے عزیزتیو نے اپنی بحالی کے لئے ہر جائز و ناجائز کوشش کی۔ لیکن ہمیشہ ناکام رہا۔ موجودہ شورش میں وہ وزیر صاحب اور تحصیلدار صاحب بڈگام سے ملکر مسلم قوم کا علانیہ دشمن بنا۔ اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی شہادتیں دیں چنانچہ اسکی پہلی شہادت تحقیقاتی کمیٹی میں بخلاف مسٹر وکفیلڈ صاحب وچند اور معزز مسلمانوں کے خلاف ہوئی۔ جس میں اس نے ان پر سازش کا بے بنیاد الزام لگانیکی کوشش کی۔ دوسری شہادت پل شگم کے جلسے پر چند بے گناہ مسلمانوں کے خلاف دیکر ان کو گرفتار کرایا۔ تیسری شہادت اس نے بخلاف سونہ میر ذیلدار کا نزدہ نمبردار و چوکیدار زوہامہ دی۔ کہ یہ ہر سہ اشخاص ایک مسلم نمائندہ کے پاس آتے جاتے تھے۔ جس پر ان کو معطل کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ اس نے ناگام کے پنڈتوں سے درخواستیں دلوائیں۔ کہ ذیلدار چرار شریف کی تحریک سے کشمیر ڈے پر چرار شریف میں ہڑتال ہوئی۔

اس قوم فروشی کے عوض اسے امید دلائی گئی ہے۔ کہ وہ ذیلداری پر بحال کر دیا جائیگا۔ اور اسے انعام بھی دیا جائے گا۔ جس کی سفارش سُنا ہے۔ بلہ کاک صاحب نے گورنر صاحب کشمیر کے پاس کی ہے۔ جو اس وقت گورنر صاحب کے زیر غور ہے۔ (نامہ نگار)

جموں کے ایک پولیس افسر کی سنگدلی

جموں ۱۷ ستمبر - آج رات ایک عام اجلاس زیر اہتمام ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں مسجد تالاب کھٹیکاں میں منعقد ہوا اہل جلسہ قریباً تین ہزار تھے۔ چند اہم ریزولیوشنز پیش ہوئے جو متفقہ طور پر پاس ہوئے۔ تمام کارروائی پرامن طریق سے ہوئی مگر جب جلسہ برخاست ہوا۔ اور تمام لوگ چپ چاپ اپنے اپنے گھر کو جا رہے تھے۔ کہ ایک آٹھ سالہ لڑکا حاضرین جلسہ میں سے مسجد سے باہر آیا۔ ڈپٹی انسپکٹر نے اسے بلاوجہ نہایت بے دردی اور بے رحمی سے پیٹا۔ اور اس قدر زدوکوب کیا۔ کہ بچہ بے ہوش ہو گیا۔ تمام لوگ پھر واپس آ گئے۔ بچے کی حالت نہایت نازک ہے۔ جو غریب والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اور عرصہ تین ماہ سے اس کا والد بستر مرگ پر پڑا ہے۔ ڈپٹی انسپکٹر مذکور پہلے بھی کئی دفعہ ایسے شرمناک افعال کا مرتکب ہو چکا ہے۔ (نامہ نگار)

گورنمنٹ ہائی سکول منٹگمری کا ریکارڈ نذر آتش

آج تک گورنمنٹ ہائی سکول منٹگمری میں صرف جناب سید محمد صاحب ترمذی ہی مسلمان ہیڈ ماسٹر آئے۔ جنہوں نے قلیل عرصہ میں حیرت انگیز قابلیت کا ثبوت دیا۔ اور ترقی پا کر گذشتہ ماہ میں گورنمنٹ ہائی سکول دہلی میں تبدیل ہو گئے۔

محکمہ تعلیم نے آپ کی تبدیلی پر ایک دوسرے مسلمان ہیڈ ماسٹر کا تقرر کیا۔ نئے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ابھی سکول کا چارج بھی نہ لیا تھا۔ کہ دشمنوں نے ایک نئی چال چلی یعنے ۱۵، ۱۶ ستمبر کی درمیانی شب کو سکول کے دفتر میں تمام کا تمام ریکارڈ نذر آتش کر دیا گیا۔ ساتھ والے کمرے کے شیشوں کو توڑ کر قفل توڑا گیا۔ دیوار پر سے وال پیپر اتار کر دفتر کے فرش پر چپاں کر کے تمام ضروری کاغذات کو آگ لگا دی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ واقعہ اس لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ کہ سکول مذکور کے ہندو سیکنڈ ماسٹر کو جناب ترمذی صاحب کی تبدیلی پر ہیڈ ماسٹر بننے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اعلیٰ حکام کو اس واقعہ کی پوری سرگرمی اور کوشش ... (نامہ نگار)

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک تقریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا:۔

حب مقوی اعصاب

فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے۔ رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے بھی خاص علاج ہیں:۔ **قیمت پچیس ۲۵ گولیاں ایک روپیہ عہ**

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

پیارے نبیؐ کے پیارے حالات

حیات احمدؑ جلد دوئم کا نمبر اول شائع ہو گیا ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔ کہ قبلہ والد صاحب کو باوجود کئی ایک مشکلات میں ہی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ کہ انہوں نے پیارے حبیب کی سوانح حیات کے حالات زندگی از زمانہ براہین احمدیہ تا آغاز بیعت یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے اگست ۱۹۳۱ء میں شائع کیا۔ سلسلہ کے بزرگان کو میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نام رجسٹرڈ کرا دیں۔ ایک ہزار تعداد کوئی بڑی بات نہیں۔ اتنی بڑی جماعت میں یہ تعداد پوری ہو سکتی ہے۔ اور ہم مسیح موعودؑ کی سوانح حیات کے لئے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ بہت جلد اپنی درخواستیں روانہ کریں۔ ورنہ اس کے بعد یہ کتاب آپ کو نہ مل سکے گی۔ بہت تھوڑی تعداد میں چھپوائی گئی ہے۔ صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی۔ قیمت علاوہ محصولڈاک عہ فی نسخہ ہے:۔

ملنے کا پتہ:۔ **دفتر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور**

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا کارکن احمدی ہیں۔ مال دیانتداری سے بھیجا جاتا ہے

ہر قسم کے عمدہ ارزاں۔ زنانہ۔ مردانہ کٹ پیس کی گانٹھ مالیتی دو صد روپیہ بغرض تجارت منگوا کر نفع اٹھاؤ۔ ذاتی ضرورت کے لئے پچاس روپیہ کی نمونہ کی گانٹھ منگوا کر اہل و عیال کے کم خرچ بالانشین پارچات بنواؤ۔ قلیل سرمایہ کی بہترین تجارت ہے۔ پردہ نشین مستورات بھی یہ تجارت کر رہی ہیں چوتھائی رقم ہمراہ آرڈر پیشگی آنی چاہئیے:۔

امریکہ کی بہترین سالم گانٹھیں

موسم آ رہا ہے۔ امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کی گانٹھوں کا ابھی سے آرڈر بھیجئے۔ ہمارا مال سب سے اعلےٰ۔ نرخ سب سے ارزاں۔ وقت پر آرڈر دینے والوں کو خاص رعایت کرایہ مال گاڑی بالکل معاف تھوک نرخ طلب کرو۔

برساتی واٹر پروف کوٹ جلد نماز قالین ارزاں نرخ پر منگوائیے

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

دیکھئے لوگ انگریزی کس طرح

بلا اُستاد سیکھ رہے ہیں

جناب سید محمد خلیل صاحب سیکنڈ کلرک سب رجسٹرار آفس ضلع پربنی سے لکھتے ہیں۔ مجھے ایک زمانہ سے انگریزی سیکھنے کا شوق تھا لیکن میری سمجھ میں نہ آتی تھی۔ جب میں نے جدید انگلش ٹیچر کا اشتہار پڑھ کر اسے منگوایا۔ تو استاد کی مدد کے بغیر انگریزی میں مجھے اتنی لیاقت ہو گئی کہ انگریزی میں ہر ایک کام کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہوں۔ جس کے لئے مصنف کا بے حد مشکور ہوں۔ (۲) جناب جمعدار چونی لعل صاحب چھاؤنی کوہاٹ۔ "جدید انگلش ٹیچر بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ تھوڑے ہی دنوں میں کافی لیاقت حاصل کر لی۔ اگر آپ اس کتاب کی قیمت ایک سو روپیہ بھی رکھتے تو بھی تھوڑی ہوتی"۔

۳۰۴ صفحے دوسرا ایڈیشن قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ ناپسند ہو۔ تو کل قیمت واپس

قمر برادرز (جدید الف) شملہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

تعطیلات دسہرہ کے لئے رعایت

آئندہ دسہرہ کی تعطیلات کے لئے تمام۔ این۔ ڈبلیو۔ آر پر ۲۰ و لغایت ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء حسب ذیل شرح پر واپسی ٹکٹ مل سکیں گے جو ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء تک کارآمد ہوں گے۔ بشرطیکہ یکطرفہ سفر سو میل سے زائد ہو۔ یا ایک سو ایک میل کا رعایتی کرایہ ادا کر دیا جائے:۔

اول و دوم درجہ	۱/۲ ۱ کرایہ
درمیانہ درجہ	۱/۲ ۱ کرایہ
تیسرا درجہ	۳/۴ ۱ کرایہ

این۔ ڈبلیو۔ آر ہیڈ کوارٹرس
لاہور ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء

چیف کمرشیل مینجر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— مشہور فتنہ پرداز عطاء اللہ بخاری کو جسے مغل پورہ کالج ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ دہلی سے جایا گیا ہے۔ جہاں اس پر زیر دفعہ ۱۲۴ باغیانہ تقریریں کرنے کے جرم میں مقدمہ چلایا جائے گا ؛

—— حکومت بنگال نے ایک جدید ٹریبونل کا تقرر منظور کیا ہے۔ جو ان نوجوانوں کے مقدمہ کی سماعت کریگا۔ جنہیں چٹاگانگ کے اسلحہ خانہ پر ڈاکہ ڈالنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ ؛

—— بنگہ ضلع جالندھر میں آدھرمیوں نے ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا۔ ایک صاحب نے تقریر میں جداگانہ انتخاب پر زور دیا۔ تو کانگرسی ہندوؤں نے اہل جلسہ پر پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ جس سے کئی لوگوں کے سر پھٹ گئے۔ ؛

—— معلوم ہوا ہے۔ پریس بل کے لئے جو مجلس منتخبہ مقرر ہوئی تھی۔ اس نے اس میں بعض اہم تبدیلیاں کر دی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ پرانے مطابع کے مالکوں کو ضمانت کے مطالبہ کے خلاف اپیل کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور جدید پریس کے مالک ضبطی ضمانت کے حکم کے خلاف مرافعہ کر سکیں گے ؛

—— معاصر انقلاب ۱۸ستمبر لکھتا ہے۔ مولوی مظہر علی صاحب اظہر جو مجلس احرار کی طرف سے کشمیر میں تحقیقات کے گئے تھے۔ چند روز تک ریاست کی مہمانی کا لطف اٹھا کر ۱۷ستمبر کو سیالکوٹ واپس پہنچ گئے۔ انہوں نے سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "جن مسلمانوں کی خاطر ہم کشمیر گئے تھے۔ ان میں سے کسی نے ہمیں پوچھا تک نہیں۔ بلکہ کوئی السلام علیکم کا بھی روادار نہ ہوا" ؛

—— برلن کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ ایک سرکاری ذخیرہ سے ایک سو پچاس ٹن آتشگیر مسالہ اور چار صد فیتے پُر اسرار طور پر چوری ہو گئے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یہ چوری انتہا پسندوں نے کی ہے۔ ؛

—— دہلی سے ۱۷ستمبر کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر وکیل استغاثہ مقدمہ سازش دہلی کو ۲۱اگست سے رخصت دی گئی ہے۔ اور گول میز کانفرنس سے واپسی کے بعد آپ دوبارہ اپنے فرائض کا جائزہ لے لیں گے۔ رخصت کے ایام کا الاؤنس آپ کو نہیں ملے گا ؛

—— حکومت نے سر پرشوتم داس ٹھاکر داس، مسٹر جمال محمد اور مسٹر برلا کو ایوان تجارت کی طرف سے گول میز کانفرنس کا ممبر نامزد کیا ہے۔ مقدم الذکر دو اصحاب ۲۲ستمبر لندن روانہ ہو گئے۔ مسٹر برلا پہلے ہی وہاں ہیں ؛

—— لندن کی ریلوں میں اور ریلوے کے پلیٹ فارموں پر خود بخود حرکت کرنے والی مشینیں لگانے کے تجربات کئے جا رہے ہیں ؛

—— میڈرڈ سے ۱۶ستمبر کی خبر ہے کہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہسپانیہ مزدوروں کی جمہوریت بنا دیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں دستور اساسی کی پہلی دفعہ میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ جسے ایوان نے بھی منظور کر لیا ہے ؛

—— پرتگال سے ۱۷ستمبر کی اطلاع ہے کہ بحری بیڑہ میں خوفناک بغاوت رونما ہو گئی ہے۔ بعض شہروں میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے ؛

—— لندن کی خبر ہے کہ نیوزی لینڈ میں لارڈ کچنر کا جو مجسمہ تھا۔ اسے کسی نے توڑ ڈالا ہے۔ اور اس کا ٹوٹا ہوا سر فرش زمین پر پایا گیا ؛

—— لندن سے ۱۸ستمبر کی خبر ہے کہ آج دار العوام نے تمباکو اور پٹرول کے محصولات میں اضافہ کی قرارداد کثرت رائے سے منظور کی۔ ؛

—— ۱۷ستمبر کو پنجاب نیشنل بنک امرتسر کا چوکیدار بندوق صاف کر رہا تھا۔ کہ اتفاقاً گولی چل گئی۔ اور بنک کا ایک ملازم زخمی ہو گیا۔ چوکیدار گرفتار کر لیا گیا ہے ؛

—— پورے پانچ ہفتہ کے بعد ۱۸ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خاں کے ہندوؤں نے دوکانیں کھول کر کاروبار شروع کر دیا ہے ؛

—— دہلی کی ایک اطلاع ہے کہ مقامی حکومت عنقریب ہوائی پستول پر بھی لائسنس عائد کرنے والی ہے ؛

—— معلوم ہوا ہے۔ یو۔ پی گورنمنٹ کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک ایسا بل پیش کرنے والی ہے۔ جس کے رو سے کانپور اور اس کے گرد و نواح سے غنڈوں کو خارج کیا جا سکے۔ اور کسی دوسری جگہ بھیجنے میں سہولت پیدا ہو جائے۔ فسادات کے احتمال کو کم کرنے کے لئے یہ کوشش ضروری ہے ؛

—— لندن کے بعض اخبارات گاندھی جی کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ کانگرس ہندوستان کی نمائندہ جماعت نہیں۔ اور نہ ہندوستان کی ایک قوم ہے ؛

—— شملہ سے ۱۸ستمبر کی اطلاع ہے کہ حکومت ہند نے وزیر ہند کی منظوری سے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو اڑیسہ کو علیحدہ صوبہ بنانے کے مسئلہ پر غور کرے گی۔ کمیٹی کا ہیڈ کوارٹر کٹک ہوگا ؛

—— گزشتہ گول میز کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق ہندوستان میں فوجی کالج کے قیام کے متعلق غور کرنے کے لئے حکومت ہند نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی جس کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ ۱۹۳۲ء کے موسم خزاں تک ہندوستان میں ایک فوجی کالج قائم کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ مقام ڈیرہ دون رکھا گیا ہے۔ لیکن بعض ممبروں نے مہو یا ستارہ کی بھی سفارش کی ہے۔ آخری فیصلہ حکومت کریگی۔ ٹریننگ کی میعاد تین سال اور داخلہ کے لئے عمر ۱۸ اور بیس سال کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔ کالج میں ہر سال ساٹھ طلباء لئے جائیں گے ؛

—— خفیہ پولیس لاہور نے ایک ایسے گروہ کا سراغ لگا کر بعض اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ جو زہر دے کر لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد لوٹ لیتے تھے۔ سلطانی گواہ نے بیان کیا۔ کہ دریائے راوی کے کنارے ہم نے ایک سادھو کو مارا۔ مگر اس سے صرف آٹھ پائیاں وصول ہوئیں۔ یہ لوگ ایک درجن قتل کر چکے ہیں۔ ؛

—— مغل پورہ پکٹنگ کے سلسلہ میں جو احراری لیڈر پکڑے گئے ہیں۔ انہوں نے حکام جیل کے سلوک کے خلاف احتجاج کے طور پر بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ ؛

—— گذشتہ ماہ جون میں ایک جاپانی افسر منگولیا میں مارا گیا تھا۔ چونکہ حکومت چین اس کے متعلق جاپان کو مطمئن نہ کر سکی اس لئے جاپانی افواج نے چینی علاقہ پر فوج کشی کر دی۔ اور شہر مکڈن پر قبضہ کر لیا۔ جنگ کے دوران میں اسی چینی ہلاک اور ساڑھے چار سو گرفتار کر لئے گئے ؛

—— لاہور میں ۱۸ستمبر کو حکومت پنجاب کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر پنجاب اور وائسرائے نے میونسپل ایگزیکٹو آفیسرز کی منظوری دیدی ہے۔ اور حکومت کی طرف سے تاریخ کا اعلان ہونیکے بعد اس کا نفاذ عمل میں آ جائیگا۔ یہ وہی بل ہے۔ جسے نامنظور کرانے کے لئے مسلمانوں نے بہت کوشش کی تھی ؛

—— معلوم ہوا ہے وس ستمبر کی رات کو پولیس کی ایک جمعیت نے گورنر پنجاب پر حملہ کرنے والے ہری کشن کے مکان واقع غلہ ڈھیر (متصل مردان) پر چھاپہ مارا۔ ۱۲ کو ہری کشن کے بھائی جگنا داس اور اس کے بعض ساتھیوں

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان دار الامان ... میں چھپوا کر ...